

# سود، مراحتہ اور "مارک اپ"

جناب محمد نواز خاں صاحب - رحیم یار خاں

حکومت بنکنگ کے موجودہ نظام کے بارے میں بار بار یہ یقین دہانی کر رہی ہے کہ اس نظام کو سود سے پاک کر دیا گیا ہے۔ پچھلے ماہ سٹیٹ بینک آف پاکستان نے اپنی سالانہ رپورٹ میں بڑے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے کہ ملک کے تمام کمرشل بینک بلا سود کاروبار کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ملک کے جید علماء نے جو سکوت اختیار کر رکھا ہے اس سے بھی یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ واقعی پاکستانی بنکوں میں اب سود کے بغیر کام ہو رہا ہے۔ علماء کے بعض حلقوں کی طرف سے بنکوں کی موجودہ بظاہر بلا سود کارکردگی کو غنیمت قرار دے کر عبوری عرصہ کے لیے اسے جائز قرار دے دیا گیا ہے۔

جب حکومت کی طرف سے بنکوں میں نفع و نقصان کی بنیاد پر کھاتے کھولنے کا آغاز کیا گیا تھا تو اس وقت بھی بعض دینی حلقوں نے حکومت کے اس اقدام کی پُر جوئی تائید کی تھی اور نفع و نقصان کے کھاتوں میں رقم جمع کرانے کو "گواہ" یا "ثواب" اور "جہاد" کا درجہ دیا گیا تھا۔ لیکن عملاً صورتِ حال جوں کی توں معلوم ہوتی ہے۔ بنکوں کا عملہ خود بنکوں کی موجودہ کارکردگی کو سودی قرار دیتا ہے۔ فرق صرف حسابی فارمولوں کا ہے۔ پہلے سود کو سود کا نام دے کر اسے "فی عدی" کی صورت میں وصول کیا جاتا تھا۔ اب اس کا نام "مارک اپ" لکھ کر ۲۲ پیسے فی ہزار یومیہ پر وصول کیا جاتا ہے۔ البتہ اس صورت میں سود و رسود کی سابقہ شکل باقی نہیں رہی۔ لیکن اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مارک اپ شرح فی صد میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اب تجارتی

قرضوں پر مارک اپ ۱۵ فیصد تک وصول کیا جاتا ہے۔ قبل ازیں یہ شرح ۱۱ فی صدی ہوا کرتی تھی۔ چونکہ "فیصدی" کی شرح بیان کرنے سے اس کی سود کے ساتھ واضح مشابہت ہوتی ہے۔ لہذا بڑی ذہانت سے "مارک اپ" کے وصول کرنے کا ایک تیا حسابی فارمولا ۴۲ پیسے فی ہزار فی دن کے حساب سے بنا دیا گیا ہے۔ بنک کے اعلیٰ افسران جو "مارک اپ" کے جدید نظریہ سے پوری طرح واقف ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ "مارک اپ" سود نہیں۔ یہ بینک کے اس سرمایہ کا متوقع نفع ہے جو وہ اپنے مدیون کو کاروباری مقاصد کے لیے شراکت کی بنیاد پر دیتا ہے۔ اس کی شرح بعض صورتوں میں گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہے۔ جب مدیون کی کاروباری سرگرمیوں کے نتیجہ میں عملاً نفع زیادہ حاصل ہو تو مارک اپ کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ لیکن بنک بڑھتی ہوئی اس شرح کو وصول نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اسے مدیون کو واپس لوٹا دیتا ہے، البتہ جب منافع کی شرح گھٹ جائے تو بنک "مارک اپ" کی بجائے "مارک ڈاؤن" وصول کرتا ہے۔ یہ صورت طویل المیعاد کاروباری قرضوں کے بارے میں اختیار کی جاتی ہے۔ رہے قلیل المیعاد قرضے (RUNNING LOANS) اس پر "مارک اپ" کی سطح یکساں رہتی ہے۔ "مارک اپ" کی سادہ سی شکل نقد اور ادھار قیمتوں سے ملتی جلتی ہے۔ اگر آپ "کار" بازار میں نقد رقم سے خریدیں تو قیمت کم ہوگی، لیکن اگر آپ اس کار کو ادھار قیمت پر خرید کریں تو قیمت زیادہ ہوگی۔ ادھار کی جتنی مدت زیادہ ہوگی، قیمت بھی اسی نسبت سے زیادہ ہوتی چلی جائے گی۔

"مارک اپ" کے اس جدید نظریہ کے حامیوں کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ "مارک اپ" کی موجودہ مردوبہ شکل "بیع مراجمہ" سے مشابہ ہے۔ بلکہ حقیقتاً یہ بیع مراجمہ ہی کی ایک شکل ہے۔ یعنی بنک ایک شے خود نقد رقم سے خرید کرتا ہے۔ پھر اسی شے کو ادھار پر زیادہ قیمت لگا کر اپنے مدیون کو فروخت کرتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ بنک مدیون کو نقد رقم دے کر اسے یہ اختیار بھی دیتا ہے کہ وہ اس رقم سے مطلوبہ شے نقد پر بنک کے نمائندہ کی حیثیت سے خود خرید کر لے۔ اس طرح مدیون بنک کی رقم سے جو شے نقد قیمت پر خرید کرتا ہے وہ گویا بنک کی ملکیت تصور ہوتی ہے۔ اب وہی شے جو بنک نے مدیون کے

ذریعے سے اُسے اپنا نمائندہ فرض کر کے خرید کی تھی۔ اس پر بنک "مارک اپ" لگا کر اُدھا قیمت پر تدیوں کو فروخت کر دیتا ہے۔ یہ ساری کارروائی کاغذی ہوتی ہے۔ اب صورت مسئلہ یہ بنی ہے کہ:

بنک دیوں کو نقد قیمت پر کوئی شے خرید کرنے کے لیے اُسے اپنا نمائندہ فرض کر کے اسے رقم قرض دیتا ہے گو یا تدیوں شخص بیک وقت بنک کا نمائندہ بھی ہے اور اس کا مقروض بھی۔ پھر اسی مطلوبہ شے کے خرید کرنے کا خود ضرورت مند بھی۔ بنک دیوں سے اُدھا قیمت کی شرح "مارک اپ" کی شکل میں پہلے طے کر کے پھر اُسے نقد رقم بطور قرض دیتا ہے۔ اس صورت مسئلہ کو بنکنگ بینوسل میں "بیع مرا بچہ" یا "بیع مؤجل" کے مشابہ قرار دے کر جائز قرار دیا گیا ہے، لیکن بظاہر یہ اگر کھلا رہو تو اس کے "ریبہ ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔

بعض علمائے اس صورت حال کو عارضی اور عبوری سکیم کے طور پر مباح قرار دیا ہے، ان کے استدلال کا اندازہ کچھ اس طرح ہے کہ چونکہ بنکنگ کا موجودہ نظام تدریجاً مثالی اسلامی رنگ میں ڈھالا جانا ہے اور یہ کام چونکہ بیک جنبشِ قلم نہیں ہو سکتا لہذا عبوری طور کے لیے "مارک اپ" کی سکیم کو رہو کی سکیم کے مقابلے میں غنیمت سمجھ کر گوارا کر لینا چاہیے۔ ہمارے ملک کا سیاسی، قانونی اور عدالتی نظام عملاً غلط اور حرام ہے، مگر قرار داد مقاصد کے نفاذ اور ملکی دستور میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے محض تسلیم کر لینے سے ہم نے پورے عدالتی نظام کی حرمت کو گوارا کر لیا ہے۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے تحت اپنے مقدمات کا فیصلہ کراتے ہیں اور غلط نظام سیاست کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور ایک ہی حکومت کو گوارا کئے ہوئے ہیں جسے شریعت کی رو سے جواز کا درجہ حاصل نہیں۔ اس طرح بنکنگ کی موجودہ شکل کو بھی گوارا کر لیا جائے۔ اگر کھلے رہو کے مقابلے میں "ریبہ" کا معاملہ ہو اور ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب ناگزیر ہو تو پھر اس صورت میں رہو کو چھوڑ دیا جائے اور "ریبہ" کو قبول کر لیا جائے۔ یہ اسٹثنائی اور اضطراری صورت ہوگی۔ اسی طرح فقہ کا ایک مشہور اصول ہے کہ ضرورت فتویوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

والضمان ورتة تبیح (لاموں) اور بعض ناگزیر شرائط و احوال کے تحت یہ ضرورت عارضی طور پر حرام کو مباح بھی ٹھہرا سکتی ہے (جیسے فَمِنْ الضُّطْرِّ غَيْرِ بَاغٍ وَلَا عَادٍ قَلِيلًا اللَّهُ عَلِيمٌ) اب میں چند سوالات عرض کرتا ہوں جو میرے ذہن میں ابھر آئے ہیں۔

۱۔ اگر کوئی کاروباری شخص واقعتاً "کسی خسارے سے دوچار ہو، اس کے لیے کاروبار کے ختم ہونے کا یقینی خطرہ ہو، اس نے لوگوں کے قرضے بھی ادا کرنے ہوں تو اس صورت میں اس کی عزت و آبرو اور اس کی کاروباری ساکھ کے نقصان کا اندیشہ بھی ہو۔ کاروبار کے ختم ہو جانے اور اس کے معاشی طور پر مفلوج ہو جانے کے بعد اس کے کنبہ اور خاندان کو جن پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑے گا اور اس کے بچوں کا تعلیمی اور معاشی مستقبل جس بُری طرح متاثر ہوگا۔ اس کے پیش نظر اگر کوئی کاروباری شخص نیک نیتی کے ساتھ محض اپنے کاروباری نقصان سے بچنے، لوگوں کے قرضے ادا کرنے، اپنی آبرو کے تحفظ اور اپنے خاندان اور بچوں کو معاشی پریشانیوں سے بچانے کی خاطر مارک اپ کی موجودہ اسکیم سے فائدہ اٹھائے تو اس میں شرعاً کیا مانع ہوگا؟

۲۔ ملک کے کمرشل بنکوں میں طویل المیعاد اور قلیل المیعاد قرضوں کے لیے "مارک اپ" کی جو شکل رائج ہے۔ کیا وہ بیع مراہجہ یا بیع مؤجل کی جملہ شرائط پورا کرتی ہے اور کیا وہ جائز ہے۔ جن علماء نے وقتی اور عبوری طور پر اسے غنیمت قرار دے کر گوارا کیا ہے۔ کیا ان کا موقف درست ہے؟

۳۔ کیا کوئی شخص کسی ضرورت سے مجبور ہو کر اپنے کاروباری خسارہ سے بچنے، اپنی آبرو کے تحفظ، لوگوں کے واجب الادا قرضوں کی ادائیگی اور اپنے بچوں کو معاشی پریشانیوں سے بچانے کے لیے "مارک اپ" کی اسکیم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں شرعاً کیا مانع ہے؟

میں چاہتا ہوں کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے مختلف حضرات اس بحث اور متعلقہ سوالات پر غور کر کے اپنے غور و تحقیق کے ماہصل کو اشاعت میں لائیں۔